بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْعِتْقِ
غلام آزاد کرنے کا بیان

لغوی تحقیق: العتق: عین مکسور اور تاء ساکن، علامہ ازہری کا کہنا ہے کہ یہ اہل عرب کے قول عتق الفرس سے ماخوذ ہے، یہ جملہ اہل زبان اس وقت بولتے تھے جب گھوڑا مقابلہ جیت لیتا۔ اسی طرح جب پرندوں کے بچے پرواز کرنے لگتے تو اہل زبان کہتے ہیں عتق الفرخ۔ گویا اس کے لغوی معنی کسی کی ملکیت سے نکل کر اپنی مرضی سے چلنے پھرنے کے ہیں۔ شرعاً کسی غلام کو اس کی غلامی سے آزاد کر دینا۔

۱۔ بَابُ فِيْ الْحَثِّ عَلَى الْعِتْقِ

۱۴۲۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "أَيُّمَا امْرِءٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِماً ,اِسْتَنْقَذَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

البخاری، کتاب العتق، باب فی العتق و فضلہ: ۲۵۱۷، مسلم: ۱۵۰۹، الترمذی: ۱۵۹۷، احمد: ۴۲۰/۲، ۴۲۲، البیہقی: ۲۷۱/۱۰، ابن حبان: ۴۳۰۷۔ ۴۳۰۹، المعجم الاوسط: ۶۷۵۰

۱۴۲۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس مسلمان نے کسی غلام مسلمان کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے ہر عضو کے بدلے اس کا ہر عضو آگ سے آزاد کر دیا۔" (بخاری و مسلم)

لغوی تحقیق: ایما: "ای" مبتداء اور "ما" زائدہ ہے۔ امرئ: اس کو مجرور اور مرفوع ہر دو طرح پڑھنا درست ہے، مجرور پڑھنے کی صورت میں یہ مضاف الیہ ہوگا اور مرفوع پڑھنے کی صورت میں بدل ہوگا۔ اور یہ بمعنی رجل مستعمل ہے اور اس کی جمع من غیر لفظہ رجال آتی ہے۔ مؤنث کیلئے امرأۃ مستعمل ہے اور اس کی جمع من غیر لفظها نساء آتی ہے۔ عضو: عین کو مضموم اور مکسور ہر دو طرح پڑھنا درست ہے، لیکن ضمہ مشہور ہے۔ اس کے لفظی معنی کاٹنے کے ہیں، لیکن یہاں عضو سے مراد جسم کے کسی ایک جز کے ہیں۔ مثلاً ہاتھ پاؤں وغیرہ۔

تشریح: اسلام وہ واحد دین ہے جس نے حقوق انسانی کا تحفظ کرتے ہوئے سب انسانوں کی آزادی کا علم بلند کیا، مختلف جرائم کی سزا غلام آزاد کرنا مقرر کی، غلام کی آزادی کو جہنم کی آزادی سے تعبیر کر کے غلاموں کو آزاد کرنے کی رغبت دلائی۔ اسلام کی اس حکمت عملی نے رفتہ رفتہ غلامی کا کھوج مٹا دیا۔ اسلام نے حقوق انسانی کا تحفظ اس وقت کیا جب دیگر مذاہب کے پیروکار غلاموں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک کرتے تھے۔ اسی مفہوم کی احادیث حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت ابو نجیح اور حضرت کعب بن مرۃ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

فقہی احکام: مسلم غلام کو آزاد کرنا نہایت پسندیدہ عمل ہے۔

۱۴۲۵: وَلِلتِّرْمِذِيِّ وَصَحَّحَهُ: عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضی اللہ عنہ "وَأَيُّمَا امْرِءٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ امْرَأَتَيْنِ مُسْلِمَتَيْنِ ,كَانَتَا فِكَاكَهُ مِنَ النَّارِ"

الترمذی، ابواب النذور والایمان، باب فضل من اعتق: ۱۶۰۳، ابن حبان: ۴۳۰۹، الطیالسی: ۱۱۵۴، احمد: ۱۱۳/۴، ابوداود: ۳۹۶۵، البیہقی: ۲۷۲/۱۰

۱۴۲۵: ترمذی میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "جس مسلمان نے دو مسلمان عورتیں آزاد کیں وہ دونوں اس کیلئے جہنم سے آزادی کا ذریعہ ہوں گی۔" (اسے ترمذی نے صحیح کہا ہے۔)

تشریح: قاضی شوکانی نے بھی اس روایت پر صحت کا حکم لگایا ہے۔اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ لونڈی آزاد کرنے کا اجر غلام کو آزاد کرنے کے اجر سے نصف ہے۔لیکن حضرت ابو نجیح رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:"جس مسلمان خاتون نے کسی مسلمان عورت کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر جوڑ کو اس کے ہر جوڑ کیلئے جہنم سے آزادی کا ذریعہ بنادے گا۔"

فقہی احکام: مرد اگر غلام آزاد کرے تو اسے لونڈی آزاد کرنے کے مقابلے میں دگنا ثواب ملے گا۔

۱۴۲۶: وَلِأَبِي دَاوُدَ مِنْ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ رضی اللہ عنہ "أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتْ امْرَأَةً مُسْلِمَةً ,كَانَتْ فِكَاكَهَا مِنَ النَّارِ "

ابوداود، كتاب العتق، باب اى الرقاب افضل: ۳۹۶۷، ابن ماجة: ۲۵۲۲،احمد: ۲۳۵/۴،المعجم الاوسط: ۶۷۵۰،الترمذی: ۱۶۰۳ ا

۱۴۲۶: ابوداؤد میں حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "جس مسلمان خاتون نے کسی مسلمان خاتون کو آزاد کیا وہ اس کیلئے جہنم سے آزادی کا موجب ہوگی۔"

لغوی تحقیق: فکاک: آزادی۔

تشریح: امام ابوداؤد نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد اس پر سکوت فرمایا ہے، جس سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک صحیح ہے۔حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث متعدد طرق سے منقول ہے، بعض طرق مفصل ہیں اور بعض مختصر، مفصل طریق میں ہے کہ "جس نے کسی مسلمان کو آزاد کیا، اللہ نے اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دیا جس مسلمان نے دو مسلمان عورتیں آزاد کیں، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہر جوڑ کو ان کے دو جوڑوں کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیا اور جس مسلمان عورت نے ایک مسلمان عورت آزاد کی اس کا ہر جوڑ اس کے ہر جوڑ کیلئے جہنم سے آزادی کا سبب ہوگا۔"انھیں الفاظ کے ساتھ امام ترمذی نے یہ روایت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے تفصیلاً نقل کی ہے۔

فقہی احکام: مسلم خاتون اگر لونڈی آزاد کرے تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا مرد کو غلام آزاد کرنے پر ملتا ہے۔

۱۴۲۷: وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ "إِيمَانٌ بِاللَّهِ ,وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ" قُلْتُ فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ " أَعْلَاهَا ثَمَنًا ,وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

البخاری، كتاب العتق، باب اى الرقاب افضل: ۲۵۱۸، مسلم: ۸۴، ابن ماجة: ۲۵۲۳، احمد: ۱۵۰/۴ ، ۱۷۱، ابن الجارود: ۹۶۹، ابن حبان: ۱۵۲ ، ۴۳۱۰، البيهقى: ۲۷۳/۱۰، المعجم الاوسط: ۸۷۱۸، النسائى: ۱۹/۶

۱۴۲۷: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:"اللہ کے ساتھ ایمان لانا، اس کی راہ میں جہاد کرنا۔" میں نے عرض کیا، کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:" جو زیادہ قیمت والا ہو اور مالکوں کے نزدیک نہایت نفیس ہو۔"(بخاری ومسلم)

لغوی تحقیق: اعلاها: یہ روایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے متعدد طرق سے منقول ہے، کسی طریق میں لفظ اغلاها ہے اور کسی میں اکثرها ہے اور کسی میں اعلاها ہے۔ان سب کا مفہوم ایک ہی ہے۔

تشریح: اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ سب سے بہترین عمل عقائد کی اصلاح ہے، یعنی ایمان باللہ کا اقرار بھی ایک عمل ہے اور یہ عمل تمام اعمال سے بہتر ہے۔ایمان باللہ کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت اور جہاد فی سبیل اللہ کے بعد غلاموں کو آزاد کرنا، جبکہ بعض روایات میں نماز کو اس کے وقت پر پڑھنے کو افضل قرار دیا گیا ہے۔

۱۴۲۸: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ ,فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ ,قُوِّمَ عَلَيْهِ

قِيمَةَ عَدْلٍ ,فَأَعْطَى شُرَكَائَهُ حِصَصَهُمْ ,وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ ,وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

البخاري، كتاب العتق، باب اذا اعتق عبداً بين اثنين او امة بين الشركاء: ۲۵۲۲، مسلم: ۱۵۰۱، ابوداود: ۳۹۴۰، الترمذی: ۱۳۶۹، النسائی: ۷/۳۱۹، ابن ماجة: ۲۵۲۸، المؤطا: ۲/۷۷۲، احمد: ۲/۱۱۲، ۱۴۲، البیهقی: ۱۰/۲۷۴، المعجم الاوسط: ۲۰۲۰، ابن حبان: ۴۳۱۵ - ۴۳۱۹

۱۴۲۸: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرے، اس کے پاس اگر مکمل غلام آزاد کرنے کی طاقت ہو تو وہ انصاف سے اس غلام کی قیمت لگا کر ہر شریک کو اس کے حصہ کے مطابق قیمت ادا کردے تو وہ غلام اس کی طرف سے آزاد تصور ہوگا، بصورت دیگر اس کی طرف سے جس قدر آزاد ہو چکا سو ہو چکا۔" (بخاری ومسلم)

لغوی تحقیق: شرکا: سین مکسور اور راء ساکن، حصہ۔ قوم: اس کی قیمت لگائی جائے۔

تشریح: اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ چند افراد مل کر بھی ایک غلام خرید سکتے ہیں اور ان میں سے کوئی ایک اگر اپنا حصہ آزاد کرنا چاہے تو وہ اس حصہ کے بقدر آزاد ہو جائے گا، لیکن اپنا حصہ آزاد کرنے والے کیلئے بہتر ہے کہ وہ دیگر شرکا کو بھی ان کے حصص کی منصفانہ قیمت ادا کر کے غلام مکمل طور پر آزاد کردے، بشرطیکہ ایسا کرنے کی اس کے پاس طاقت ہو۔ ورنہ اس نے جتنا حصہ آزاد کر دیا، اتنا حصہ آزاد ہو چکا۔ اب غلام سے اس کے حصہ کا کام لینا ممنوع ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی مفہوم کی احادیث مروی ہیں۔

۱۴۲۹: وَلَهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ "وَإِلَّا قُوِّمَ عَلَيْهِ ,وَاسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ" وَقِيلَ إِنَّ السِّعَايَةَ مُدْرَجَةٌ فِي الْخَبَرِ.

البخاری، کتاب العتق، باب اذا اعتق نصيبا في عبد ......: ۲۵۲۷، مسلم: ۱۵۰۳، ابوداود: ۳۹۳۸، الترمذی: ۱۳۴۸، ابن ماجة: ۲۵۲۷، احمد: ۲/۴۲۶، ۴۷۲، البیهقی: ۱۰/۲۸۰، ۲۸۱، ابن حبان: ۴۳۱۸، ۴۳۱۹، المعجم الاوسط: ۲۰۲۰

۱۴۲۹: بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "بصورت دیگر اسکی قیمت لگائی جائے اور اس پر مشقت ڈالے بغیر اسے آزادی حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔" بعض کا کہنا ہے کہ؛قوم علیه؛ کے بعد والا جملہ حدیث میں شامل کیا گیا ہے۔

لغوی تحقیق: غیر مشقوق: اس کی طاقت سے بڑھ کر اسے تکلیف نہ دی جائے۔

تشریح: امام نسائی اور اسماعیلی کا کہنا ہے کہ آخری جملہ قتادہ کا ہے، اس نے اپنے الفاظ حدیث کے ساتھ ملا کر نقل کر دیئے ہیں۔ لیکن علامہ صنعانی نے اس قول کو یہ کہہ کر رد کیا ہے کہ شیخین نے یہ جملہ مرفوع نقل کیا ہے اور صحیحین کی احادیث اعلیٰ درجہ کی صحیح احادیث ہیں۔ مؤلف رحمہ اللہ نے بھی صیغہ تمریض استعمال کر کے امام نسائی اور اسماعیلی کے قول کی کمزوری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ نیز حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی مرفوع حدیث میں بھی یہ جملہ موجود ہے اور اس روایت میں قتادہ نہیں ہے۔

۱۴۳۰: وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "لا يَجْزِي وَلَدٌ وَالِدَهُ ,إِلَّا أَنْ يَجِدَهُ مَمْلُوكًا فَيُعْتِقَهُ" رَوَاهُ مُسْلِم.

مسلم، کتاب العتق، باب فضل عتق الوالد: ۱۵۱۰، ابوداود: ۵۱۳۷، الترمذی: ۱۹۷۸، ابن ماجة: ۳۶۵۹، احمد: ۲/۲۳۰، ۲/۳۷۶، ابن الجارود: ۹۷۱، ابن حبان: ۴۲۴، البیهقی: ۱۰/۲۸۹، المعجم الاوسط: ۸۶۴۲

۱۴۳۰: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بیٹا اپنے والد کے حقوق ادا نہیں کر سکتا الا یہ کہ وہ اسے غلام پائے اور اسے خرید کر آزاد کردے۔" (مسلم)

تشریح: اولاد پر والدین کے جو احسانات ہیں انسان زندگی بھر والدین کی خدمت کر کے بھی ان سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ والد یا والدہ اپنی اولاد کی ملکیت میں آتے ہی آزاد تصور ہوں گے، یا اولاد کے آزاد کرنے کے بعد؟ بعض کا خیال ہے کہ آزاد کرنے پر ہوں گے اور بعض کا کہنا ہے

کہ ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جائیں گے۔اس حدیث کو اگر دیگر احادیث کی روشنی میں سمجھا جائے تو پھر مقدم الذکر موقف کو ترجیح حاصل ہے۔

۱۴۳۱: وَعَنْ سَمُرَةَ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ "مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ ,فَهُوَ حُرٌّ" رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَالْأَرْبَعَةُ وَرَجَّحَ جَمْعٌ مِنَ الْحُفَّاظِ أَنَّهُ مَوْقُوفٌ.

ابوداود، کتاب العتق، باب فیمن ملک ذا رحم محرم: ۳۹۴۹، الترمذی: ۱۳۸۹، ابن ماجة: ۲۵۲۴، احمد: ۵/ ۱۵، ۲۰، الحاکم: ۲/ ۲۱۴، البیهقی: ۲۸۹/۱۰، المعجم الاوسط: ۱۴۶۱

۱۴۳۱: حضرت سمرہ بن جندب ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی محرم کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہے۔" (اسے احمد اور چاروں نے بیان کیا ہے اور محدثین کی ایک جماعت نے اسے موقوف قرار دیا ہے۔)

تشریح: حضرت جابر ﷺ سے یہ روایت مختلف طرق سے منقول ہے۔حماد نے یہ روایت مرفوع اور شعبہ نے موقوف نقل کی ہے۔واضح رہے کہ شعبہ، حماد سے احفظ ہے۔اس روایت کو امام علی بن مدینی اور امام نسائی نے منکر، امام بخاری نے غیر صحیح کہا ہے۔لیکن حافظ عبدالحق، علامہ ابن قطان اور امام ابن حزم نے صحیح کہا ہے۔نیز حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے مروی حدیث اسی کی شاہد ہے۔اس روایت کو اگر موقوف تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ حکماً مرفوع ہے کیونکہ صحابہ حلت و حرمت کا فتوی اپنی رائے سے نہیں دیتے تھے۔

فقہی احکام: محارم ایک دوسرے کی ملکیت میں آتے ہی آزاد تصور ہوں گے۔

۱۴۳۲:وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ ﷺ أَنَّ رَجُلاً أَعْتَقَ سِتَّةَ مَمَالِيكَ لَهُ ,عِنْدَ مَوْتِهِ ,لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرَهُمْ ,فَدَعَا بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَزَّأَهُمْ أَثْلَاثًا ,ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَهُمْ ,فَأَعْتَقَ اِثْنَيْنِ ,وَأَرَقَّ أَرْبَعَةً ,وَقَالَ لَهُ قَوْلاً شَدِيدًا. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مسلم، کتاب الایمان، باب من اعتق شرکاله فی عبد: ۱۶۶۸، ابوداود: ۳۹۵۸، الترمذی: ۱۳۸۸، النسائی: ۴/ ۶۴، ابن ماجة: ۲۳۴۵، احمد: ۴/ ۴۲۶، البیهقی: ۱۰/ ۲۹۱، المعجم الاوسط: ۲۷۷، ۳۷۷، ۷۸۵۷، ۸۵۵۹

۱۴۳۲:حضرت عمران بن حصین ﷺ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بستر مرگ پر چھ غلام آزاد کر دیئے، اس کا کل اثاثہ یہی تھا، آپ ﷺ نے ان چھ غلاموں کو طلب کیا اور انہیں تین ٹولیوں میں تقسیم کر دیا، پھر ان کے درمیان قرعہ اندازی فرمائی تو دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام رہنے دیا، اور آزاد کرنے والے کی مذمت فرمائی۔(مسلم)

لغوی تحقیق: ممالیک: یہ مملوک کی جمع ہے یعنی غلام۔ جزأ: تقسیم کر دیا۔ اقرع: قرعہ اندازی فرمائی۔ قولاً شدیداً: ملامت کیا۔

تشریح: کسی بھی شخص کو اپنے ورثاء کی اجازت کے بغیر ایک تہائی سے زائد وصیت کرنے کی اجازت نہیں، اور اگر کوئی کرے گا تو زائد وصیت باطل ہوگی۔مرض الموت میں کیے گئے فیصلے اور دیئے گئے عطیات بھی وصیت کے حکم میں ہوں گے۔کسی بھی شخص کو اس کی موت کے بعد برا کہنا درست نہیں تاہم مہذب طریقے سے اس کی غلطی سے خبردار کرنا درست ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: "میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ میں اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔" صحابہ نے اس جملہ کو قول شدید سے تعبیر کیا ہے۔

فقہی احکام: (۱) ایک تہائی سے زائد وصیت باطل ہے۔(۲) بوقت ضرورت قرعہ اندازی کرنا درست ہے۔
(۳) مہذب الفاظ میں میت کی غلطی سے خبردار کیا جا سکتا ہے۔

۱۴۳۳:وَعَنْ سَفِينَةَ ﷺ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوكًا لِأُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ أُعْتِقُكَ ,وَأَشْتَرِطُ عَلَيْكَ أَنْ تَخْدِمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا عِشْتَ. رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَأَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ ,وَالْحَاكِمِ.

ابوداود، کتاب العتق، باب فی العتق علی الشرط: ۳۹۳۲، النسائی فی الکبری: ۳/ ۱۹۰، الحاکم: ۳/ ۲۰۶، احمد: ۵/ ۲۲۱، البیهقی:

۱۰/۲۹۱، ابن ماجة: ۲۵۲۶

۱۴۳۳: حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا، انہوں نے فرمایا کہ میں تجھے اس شرط پر آزاد کرتی ہوں کہ تم جب تک زندہ ہو رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے رہو گے۔ (اسے احمد، ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے۔)

تشریح: امام نسائی نے اس کی سند کو؛ لا بأس به ؛ امام حاکم اور علامہ ذہبی نے صحیح الاسناد اور علامہ البانی نے حسن کہا ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوا کہ کسی غلام کو مشروط طور بھی رہا کیا جا سکتا ہے۔

۱۴۳۴: **وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ قَالَ "إِنَّمَا اَلْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فِي حَدِيثٍ .**

تنبیہ: اس حدیث کی تشریح اور تخریج حدیث نمبر ۷۸۲ کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۳۴: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ولاء کا حق دار وہی ہے جو آزاد کرے۔" (بخاری و مسلم نے یہ جملہ ایک طویل حدیث سے نقل کیا گیا ہے۔)

۱۴۳۵: **وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ اَلنَّسَبِ ,لَا يُبَاعُ وَلَا يُوهَبُ" رَوَاهُ اَلشَّافِعِيُّ , وَصَحَّحَهُ اِبْنُ حِبَّانَ ,وَالْحَاكِمُ وَأَصْلُهُ فِي اَلصَّحِيحَيْنِ بِغَيْرِ هَذَا اَللَّفْظِ.**

تنبیہ: اس روایت کی تشریح اور تخریج حدیث نمبر ۹۵۲ کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۳۵: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ولاء بھی نسب کی طرح ایک تعلق ہے، اسے نہ فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ھبہ کیا جا سکتا ہے۔" اسے شافعی نے روایت کیا ہے، ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور اس کی اصل بخاری و مسلم میں اس لفظ کے بغیر ہے

۲۔ بَابُ الْمُدَبَّرِ وَالْمُكَاتَبِ وَ أُمِّ الْوَلَدِ

مدبر، مکاتب اور ام الولد کے مسائل کا بیان

۱۴۳۶: **عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ أَعْتَقَ غُلَامًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ ,لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ ,فَبَلَغَ ذَلِكَ اَلنَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ "مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي؟" فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي لَفْظٍ لِلْبُخَارِيِّ فَاحْتَاجَ وَفِي رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ وَكَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ ,فَبَاعَهُ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ ,فَأَعْطَاهُ وَقَالَ "اِقْضِ دَيْنَكَ"**

تنبیہ: اس حدیث کی تشریح اور تخریج حدیث نمبر ۸۷۷ کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۴۳۶: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے کہا کہ میرے مرنے کے بعد یہ غلام آزاد ہے، اس کی کل جائداد یہی غلام تھا، آپ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ غلام مجھ سے کون خریدے گا؟" حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کے الفاظ اس طرح ہیں "وہ محتاج تھا۔" نسائی میں ہے، اس پر قرض تھا آپ ﷺ نے اسے آٹھ سو درہم میں فروخت کر دیا اور اس کی قیمت اس کو دے دی اور فرمایا: "اپنا قرض ادا کر۔"

۱۴۳۷: **وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ,عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ جَدِّهِ ,عَنِ اَلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ "اَلْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مُكَاتَبَتِهِ دِرْهَمٌ" أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ ,وَأَصْلُهُ عِنْدَ أَحْمَدَ ,وَالثَّلَاثَةِ ,وَصَحَّحَهُ اَلْحَاكِمُ.**

ابوداود، کتاب العتق، باب في المكاتب يؤدى بعض كتابته...... : ۳۹۲۶، ۳۹۲۷، الترمذی: ۱۲۸۳، النسائی: ۷/۲۸۸، ابن ماجة:

۲۵۱۹، احمد: ۱۸۷/۲، ۲۰۶، ابن حبان: ۴۳۲۱، الحاکم: ۲۱۸/۲، البیهقی: ۳۲۴/۱۰

۱۴۳۷: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مکاتب اس وقت تک غلام ہے جب تک اس پر ایک درہم بھی واجب الادا ہے۔" (اسے ابوداؤد نے حسن سند سے روایت کیا ہے، اس کی اصل احمد اور تینوں میں ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔)

لغوی تحقیق: المکاتب: ایسا غلام جس سے یہ معاہدہ طے کر لیا گیا ہو کہ وہ اتنی رقم اتنی اقساط میں ادا کرنے کے بعد آزاد ہو جائے گا۔ اس معاہدہ میں عموماً اقساط کی وصولی تحریر کی جاتی ہے، اس لیے ایسے غلام کو مکاتب کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

تشریح: یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے متعدد طرق سے منقول ہے، بعض طرق ضعیف اور بعض حسن ہیں، بنا بریں یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔

فقہی احکام: مکاتب اس وقت آزاد تصور ہوگا جب وہ تمام واجب الادا اقساط ادا کر دے گا۔ اگر وہ اقساط کی ادائیگی سے قبل مر گیا تو اس کا مالک اس کا وارث ہوگا۔

۱۴۳۸: وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "إِذَا كَانَ لِإِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ ,وَكَانَ عِنْدَهُ مَا يُؤَدِّي ,فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ" رَوَاهُ احمد والاربعة وَصَحَّحَهُ اَلتِّرْمِذِيُّ.

ابوداود، کتاب العتق، باب فی المکاتب یؤدی بعض کتابته: ۳۹۲۸، الترمذی: ۱۲۸۴، ابن ماجة: ۲۵۲۰، احمد: ۲۸۹/۶، ۳۰۸، ابن حبان: ۴۳۲۲، الحاکم: ۲۱۹/۲، البیهقی: ۳۲۷/۱۰

۱۴۳۸: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی ایک کے پاس مکاتب ہو اور اس مکاتب کے پاس مکاتبت کے برابر مال ہو تو وہ اس سے پردہ کرے۔" (اسے احمد اور چاروں نے روایت کیا ہے، اور ترمذی نے صحیح کہا ہے۔)

تشریح: یہ روایت امام احمد، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابن حبان، امام حاکم اور امام بیہقی نے زہری عن نبهان مولیٰ ام سلمہ عن ام سلمہ کے طریق سے نقل کی ہے، امام ترمذی نے اسے حسن صحیح، امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ نے تلخیص میں اس پر سکوت فرمایا ہے، جس سے ان کے نزدیک اس کے صحیح ہونے کا عندیہ ملتا ہے۔ امام ابن حزم نے نبهان کو مجہول قرار دیا ہے اور بیہقی نے بھی اس کے مجہول ہونے کا عندیہ دیا ہے، امام شافعی فرماتے ہیں کہ اہل علم اس روایت کو صحیح نہیں سمجھتے، علامہ البانی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ نیز امہات المؤمنین کا عمل بھی اس روایت کے خلاف ہے۔

۱۴۳۹: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ اَلنَّبِيَّ ﷺ قَالَ "يُودَى اَلْمُكَاتَبُ بِقَدْرِ مَا عَتَقَ مِنْهُ دِيَةَ اَلْحُرِّ ,وَبِقَدْرِ مَا رَقَّ مِنْهُ دِيَةَ اَلْعَبْدِ" رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَأَبُو دَاوُدَ ,وَالنَّسَائِيُّ.

ابوداود، کتاب الدیات، باب فی دیة المکاتب: ۴۵۸۱، الترمذی: ۱۲۸۲، النسائی: ۴۵/۸، احمد: ۲۲۲/۱، ۲۲۶، ابن الجارود: ۹۸۲

۱۴۳۹: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مکاتب جس قدر آزاد ہے اس کے آقا کو اسی قدر آزادی کی دیت ادا کی جائے گی، اور جس قدر غلام ہے اس قدر غلام کی۔ (احمد، ابوداؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے۔)

لغوی تحقیق: دیة: مقتول کے ورثا کو قتل کے بدلہ میں جو کچھ دیا جائے اسے دیت کہتے ہیں۔ رق: غلام۔

تشریح: کسی غلام نے اپنے آقا سے مکاتبت کر لی، جب وہ آدمی نصف رقم ادا کر چکا تو اسے کسی نے قتل کر دیا، اس صورت میں مقتول نصف آزاد تھا اور نصف غلام تھا، لہٰذا قاتل مقتول کے آقا کو نصف دیت یعنی پچاس اونٹ آزاد حصہ کی اور نصف دیت یعنی پچیس اونٹ غلام حصہ کی

ادا کرنے کا پابند ہوگا۔اس حدیث کوامام احمد،امام ابوداؤد،امام نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے،امام ترمذی نے اسے حسن،امام حاکم اورامام ذہبی نے صحیح کہا ہے۔امام ابوداؤد نے اس پرسکوت اختیار کیا ہے،ابن عبدالھادی نے اسے معلول کہا ہے۔

۱۴۴۰: **وَعَنْ عَمْرِو بْنِ اَلْحَارِثِ ﷛ أَخِي جُوَيْرِيَةَ أُمِّ اَلْمُؤْمِنِينَ ﷞ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا ,وَلَا دِينَارًا ,وَلَا عَبْدًا ,وَلَا أَمَةً ,وَلَا شَيْئًا ,إِلَّا بَغْلَتَهُ اَلْبَيْضَاءَ ,وَسِلَاحَهُ ,وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً. رَوَاهُ اَلْبُخَارِيُّ.**

البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا وقول النبی ﷺ......: ۲۷۳۹، الترمذی فی الشمائل: ۴۰۲، النسائی: ۲۲۹/۶، احمد: ۲۷۸/۴، الدارقطنی: ۱۸۵/۴، البیہقی: ۳۲۷/۱۰، ابن حبان: ۶۶۰۶، ۶۶۰۷، المعجم الاوسط: ۵۱۵، ۳۰۴۰، ۳۷۳۰

۱۴۴۰: ام المؤمنین حضرت جویریہ ﷞ کے برادرعزیز حضرت عمرو بن الحارث ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بطور ورثہ نہ درہم و دینار چھوڑے، نہ غلام اور لونڈی اور نہ کوئی اور چیز چھوڑی، ہاں البتہ ایک سفید خچر، اپنا اسلحہ اور زمین کا ایک ٹکڑا چھوڑا جسے آپ ﷺ نے صدقہ کر دیا تھا۔بخاری

لغوی تحقیق: بغلة: اس جانور کو کہتے ہیں جس کی ماں گھوڑی اور باپ گدھا ہو، یہ خچر رسول اللہ ﷺ کو مقوقس نے بطور تحفہ دیا تھا۔

تشریح: اس حدیث سے آپ ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی کا واضح ثبوت ملتا ہے، آپ ﷺ کے پاس بسا اوقات بڑا قیمتی سامان بھی آتا، آپ ﷺ اس سے اپنا سابقہ قرض ادا کرتے، اور اپنی بیویوں کے اخراجات اور مہمان نوازی کیلئے کچھ رکھتے، باقی سب تقسیم کر دیتے۔آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ "ہم وارث نہیں بنائے جاتے اور ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے" نیز آپ ﷺ کے پاس جو کچھ تھا وہ بھی صدقہ کر دیا جیسا کہ حضرت جویریہ اور حضرت عائشہ ﷞ سے مروی ہے۔

فقہی احکام: (۱) انبیا کی میراث ورثا میں تقسیم نہیں ہوتی۔(۲) انبیا جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

۱۴۴۱: **وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷠ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ ﷺ "أَيُّمَا أَمَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا ,فَهِيَ حُرَّةٌ بَعْدَ مَوْتِهِ" أَخْرَجَهُ اِبْنُ مَاجَهْ, وَالْحَاكِمُ بِإِسْنَادٍ ضَعِيفٍ وَرَجَّحَ جَمَاعَةٌ وَقْفَهُ عَلَى عُمَرَ ﷛ .**

ابن ماجة، ابواب العتق، باب امهات الاولاد: ۲۵۱۵، المؤطا: ۷۷۶/۲، احمد: ۳۰۳/۱، ۳۱۷، الدارمی: ۲۵۷۴، الدارقطنی: ۱۳۰/۴، ۱۳۱، الحاکم: ۱۹/۲، البیہقی: ۳۴۶/۱۰

۱۴۴۱: حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس لونڈی نے اپنے آقا کا بچہ جنم دیا، وہ اپنے آقا کی موت کے بعد آزاد ہے۔" (اسے ابن ماجہ اور حاکم نے ضعیف سند سے روایت کیا ہے، ایک جماعت نے اسے حضرت عمر ﷛ کا قول قرار دیا ہے۔)

تشریح: حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ سے یہ روایت مرفوع اور حضرت عمر ﷛ سے موقوف منقول ہے، مرفوع طریق حسین بن عبداللہ ہاشمی کی وجہ سے سخت ضعیف ہے، اس کی جو شاہد مرفوع روایات ہیں وہ بھی ضعیف ہیں، لیکن موقوف روایت صحیح ہے۔اس روایت سے یہ واضح ہوا کہ امہات الاولاد کو نہ فروخت کیا جا سکتا ہے اور نہ ھبہ کیا جا سکتا ہے۔ان کا آقا جب تک زندہ رہے گا، یہ اس وقت تک اس کی لونڈیاں رہیں گی اور اس کے مرنے کے بعد آزاد ہو جائیں گی، قطع نظر اس کے کہ اس کی اولاد زندہ ہو یا مر چکی ہو۔

۱۴۴۲: **وَعَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ﷛ أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ ﷺ قَالَ "مَنْ أَعَانَ مُجَاهِدًا فِي سَبِيلِ اَللَّهِ ,أَوْ غَارِمًا فِي عُسْرَتِهِ ,أَوْ مُكَاتَبًا فِي رَقَبَتِهِ ,أَظَلَّهُ اَللَّهُ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ " رَوَاهُ أَحْمَدُ ,وَصَحَّحَهُ اَلْحَاكِمُ.**

احمد: ۴۸۷/۳، ۲۰/۱، الحاکم: ۸۹/۲، ۹۰، ۲۱۷، البیہقی: ۱۷۲/۹، ابن حبان: ۴۶۲۸

۱۴۴۲: حضرت سہل بن حنیف ﷛ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے مجاہد فی سبیل اللہ کی اعانت کی، یا کسی تنگ دست مقروض کی مدد کی، یا مکاتب کی آزادی میں اس کی مدد کی، اسے اللہ تعالیٰ اس روز اپنا سایہ عطا فرمائے گا جس روز اللہ تعالیٰ کے سایہ کے علاوہ اور

کوئی سایہ نہیں ہوگا۔" (اسے احمد نے روایت کیا ہے اور حاکم نے صحیح کہا ہے۔)

لغوی تحقیق: غــارمــاً: مقروض، اس کی دو اقسام ہیں۔(۱) ایسا مقروض جسے ضمانت دینے کی وجہ سے دوسرے کا قرض ادا کرنا پڑ جائے۔ ایسا مقروض اگر تونگر ہو تب بھی اس کی مدد کی جاسکتی ہے۔(۲) ایسا مقروض جس نے ذاتی ضروریات کیلئے قرض لیا ہو، اس کی مدد تنگ دست ہونے کی صورت میں کی جاسکتی ہے۔

تشریح: یہ روایت حسن درجہ کی ہے، لیکن بعض نے عمرو بن ثابت کی وجہ سے معلول بھی قرار دیا ہے۔ اس روایت سے یہ واضح ہوا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کا سایہ ہوگا اور وہ اپنے خاص بندوں کو قیامت کے روز اپنا سایہ فراہم کرے گا، ایک دوسری حدیث میں ایسے سات خوش بختوں کا ذکر ہے جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنا سایہ فراہم کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ جس نے غازی کے سر پر سایہ کیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز سایہ فراہم کرے گا۔

جس حدیث میں سات قسم کے مؤمنوں کا تذکرہ ہے، اس حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ صرف انھیں سات قسم کے مؤمنوں کو اللہ تعالیٰ کا سایہ میسر آئے گا، دوسرے کسی مسلمان کو نہیں آئے گا، بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان سات خوش بختوں پر خصوصی رحمت کا سایہ ہوگا۔